DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v59i4.1050

خلیل الرحمٰن داؤدی کی مخطوطات پر یادداشت نویسی

نجم الحسن خان ❁ رفاقت علی شاہد ❁

Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī's Notes on Manuscripts

Najam Ul Hassan Khan ❁ Rafaqat Ali Shahid ❁

Abstract: *Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī (1923-2002) was a versatile personality. Most of his work is about manuscripts, research and editing. He edited more than twenty 20 classical Urdu books, sixteen of them are published and four are still unpublished. He was famous for his good knowledge of manuscripts. He wrote notes on more than three thousand and five hundred manuscripts of different languages like Persian, Arabic, Urdu and Punjabi. Scholars of literature praised his research on manuscripts. This article is about the principles of catalogue in practical form and also a review of some samples notes written by Dā'ūdī. It is also a comparison of Dā'dī's cataloging with other catalogues. No doubt it is an important addition to the chapter of codicology. This research explores the patterns of memories for the past scholarship they worked on different manuscripts for literature and languages.*

Keywords: *Manuscripts, catalogue, codicology, memory, literature.*

Summary of the Article

Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī was born in District Meeruth. His original name was Khalīl al-Raḥmān. However, after his migration to Pakistan, he added *Dā'ūdī* to his name because of his grandfather Maulānā Dā'ūd. He started his early education at a religious school. After basic education, he passed his B.Sc. in 1947 from Aligarh Muslim University. He migrated to Pakistan in 1948. Here he worked as a journalist and wrote for many newspapers. His speeches and features were presented on Radio Pakistan, Lahore from 1951 to 1962. In the sixties, he joined Majlis-i Traqqī-i Adab (Board for advance literature) Lahore as classical books' editor on the behalf of Imtiyāz 'Alī Tāj. During his ten-year job, he edited more than twenty books. He worked for the advancement of Urdu literature throughout his life.

His notes on manuscripts are very similar to Ibn Nadīm (936-995 AH). Ibn Nadīm's work was known as *al-Fihrist* (the Catalogue). This was the only source of Islamic science and other religions till the fourth century AH. *Dā'ūdī*'s notes are still unpublished but very important sources of ancient texts.

❁ ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول فتح پور پریٹی، جھنگ۔

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور گیریژن یونی ورسٹی، لاہور۔

❁ Headmaster, GES Fateh Pur Pretty, Jhang.

❁ Assestent Prof, Lahore Garison university Lahore

The editing of classical books is also his important literary work and has literary worth but his research on manuscripts is most prominent. These notes of Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī will be edited in more than ten volumes. These notes are more than a catalogue of any private library and no one else has written in such a large number but unfortunately, these are still unpublished and possessed by his son Shaqā'iq al-Nu'mān Dā'ūdī. 'Ārif Nōshāhī has published some notes of Dā'ūdī in "***Fihrist-i Nuskhahā'-i Khaṭṭī Pākistān.***" Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī not only researched manuscripts and noted them but also collected old books and rare manuscripts from different museums, archives, departments, and private libraries in Pakistan and abroad. This collection was saved with his name in the National Archive of Pakistan.

Three samples of Dā'ūdī's notes are edited in this article. With the help of these notes, it analyses his method of research and the content of a manuscript catalogue. These samples are as follows: *Ramal-i Manẓūm, Mathnavī Maulavī Ma'navī*, and *Ghāyat al-Ḥawāshī.* In the last, there is also a comparison between the contents of Dā'ūdī's notes and other catalogues of manuscripts in Urdu and English. The content detail of two English catalogues of manuscripts is as under Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in Salar Jang: 1. Author; 2. Contents; 3. Beginning; 4. Ending; 5. Description; 6. Remarks; and 7. Bibliography and Reference while in Descriptive Catalogue of Persian, Urdu and Arabic Manuscripts in Punjab University Library: 1. Description; 2. Contents; 3. Author; 4. Beginning; and 5. Others.

With the comparison of the above-mentioned catalogues and Dā'ūdī's notes, it is tried to know the similarities and dissimilarities in different catalogues of manuscripts. Dā'ūdī's notes are more important than others because Dā'ūdī worked on a large scale and devoted himself to manuscripts throughout his life. The catalogue of Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī in the form of notes on manuscripts has literary worth, because of their significance in the literature because his manuscriptologists are considered a reliable source of research. Khalīl al-Raḥmān Dā'ūdī's services to manuscripts are multidimensional but his services in the preservation, research, and cataloguing of manuscripts are prominent. His efforts in manuscriptology provide guidelines for upcoming research.

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

خلیل الرحمن داؤدی ۲/مارچ ۱۹۲۳ء کو قصبہ لاوڑ ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔[(۱)] ان کا اصل نام خلیل الرحمٰن تھا، لیکن ۱۹۵۲ء میں پاکستان آنے کے بعد نام کے ساتھ "داؤدی" کا اضافہ اپنے مورث اعلیٰ مولانا داؤد کی نسبت سے کیا۔ ان کی تعلیم کا آغاز ایک مذہبی مکتب سے ہوا اور بعد ازاں ۱۹۴۸ء میں بی۔ ایس سی کا امتحان علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے پاس کیا اور ستمبر ۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گئے۔ پاکستان آمد کے بعد وہ آزاد صحافی کی

۱۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: رابعہ رضوی، خلیل الرحمن داؤدی، مقالہ برائے ایم۔اے اردو، مملوکہ اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب لاہور۔ ۱۹۹۹ء، ۱۲– ۵۰۔

حیثیت سے متعدد اخبارات سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۲ء تک ریڈیو پاکستان سے داؤدی صاحب کے فیچر اور تقاریر نشر ہوتی رہیں جن کے مسودے راقم کے پاس موجود ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے مجلس ترقی ادب لاہور میں ۱۳؍ جنوری ۱۹۶۲ء کو ملازمت اختیار کی اور تقریباً دس سال اس ادارے سے وابستہ رہے۔ اس عرصے میں انھوں نے بیس کتب ترتیب دیں جن میں سے سولہ شائع ہو چکی ہیں۔ خلیل الرحمن داؤدی نے کبھی بھی باقاعدہ ملازمت اختیار نہیں کی بلکہ مجلس سے شائع ہونے والی کتب، ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والے فیچرز اور تقاریر، اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین اور مخطوطہ فروشی، آمدنی کے ذرائع تھے۔ انھوں نے ۲۶؍ جنوری ۲۰۰۲ء کو لاہور میں وفات پائی۔ وہ تادمِ آخر مخطوطہ شناسی کے شعبے سے منسلک رہے۔

مسلمانوں کی علمی تاریخ کے سب سے بڑے وراق (کتب فروش) کا نام ابن الندیم (۹۳۲ء۔ ۹۹۵ء) تھا۔ وہ کم یاب، نایاب اور نادر الوجود کتابوں کی خرید و فروخت کے کاروبار سے وابستہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں Bibliophile تھا۔ وہ جو بھی کتاب خریدتا، اس کے صوری و معنوی محاسن صفحہ قرطاس پر قلم بند کر لیتا تھا۔ اس کی وسعت علوم اور کتاب دوستی نے اسلامی حلقوں میں اسے معتبر بنا دیا۔ ابن الندیم نے انتقال سے قبل اپنی معلومات کو **الفہرست** نامی کتاب میں یک جا کیا۔ یہ تالیف (۳۷۷ھ) چوتھی صدی ہجری تک علوم اسلامیہ اور مذاہب مختلفہ کا واحد مآخذ ہے۔ یہ کتاب مغرب میں بھی فہرست سازی پر اولین کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔[۲]

دنیا کے اولین فہرست ساز ابن الندیم اور خلیل الرحمٰن داؤدی (۱۹۲۳ء۔ ۲۰۰۲ء) کی شخصیتوں میں بہت سارے پہلو مماثل دکھائی دیتے ہیں۔ جس طرح ابن الندیم کا ذریعۂ روزگار کتاب فروشی تھا اسی طرح داؤدی صاحب بھی کتاب فروش تھے۔ دونوں کتاب کے بارے میں معلومات کو درج کر لیتے تھے۔ داؤدی صاحب بھی ان کی طرح بہت بڑے کتاب دوست تھے۔ وہ مطبوعہ کتب اور قلمی نسخوں کی نہ صرف مختصر معلومات محفوظ کر لیتے تھے بلکہ ان کا مطالعہ بھی کرتے اور محققین اور طلبہ کو بہ غرضِ مطالعہ استفادہ کرنے کا موقع دیتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے پرائے کی تمیز و تفریق نہیں کرتے تھے۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی لکھتے ہیں کہ ”موصوف نے میرا اضطراب دیکھ کر خود ہی فرمایا کہ تم یہ مخطوطہ لے جاؤ اور چند دن کے بعد واپس دے دینا۔ میں بہت خوش ہوا اور حیران بھی کہ مرحوم سے کوئی ایسی شناسائی نہیں ہے پھر بھی اتنا کیوں کر اور کیسے کر لیا“[۳] اسی طرح ڈاکٹر عارف نوشاہی ان کی فراخ دلی کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ”داؤدی صاحب کا قیمتی مخطوطات کا کام کرنے والی کی نذر کر دینا ان کی علم

۲۔ محمد اکرام چغتائی، داؤدی صاحب، مشمولہ **یادنامہ داؤدی**، (لاہور: دارالتذکیر، ۲۰۰۳)، ۷۵۔

۳۔ محمد اقبال مجددی، بیاد خلیل الرحمٰن داؤدی، مشمولہ مجلہ سخن، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۸۷۔

پروری اور فراخ دلی کی نشانیاں ہیں۔"[۴]

خلیل الرحمٰن داؤدی کے تدوینی کارنامے ابھی تک ادبی حلقوں میں توجہ کا مرکز ہیں۔ بلاشبہ جس محنت سے انھوں نے یہ کام سر انجام دیا وہ قابل تحسین و داد ہے، لیکن داؤدی صاحب تدوین کی بجائے مخطوطات کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اور مخطوطات کی فہرست یا نوٹس جو وہ لکھتے رہے، کو زیادہ وقیع اور معتبر جانتے تھے، کیوں کہ یہ فہرستیں، مآخذ کا ذریعہ تھیں اور علمی ورثے کی محافظ بھی۔ ڈاکٹر تحسین فراقی لکھتے ہیں:

داؤدی صاحب سے جب کبھی ان کے اردو کے تدوینی کارناموں کا ذکر آیا، انھوں نے انھیں کوئی خاص اہمیت نہ دی، حالاں کہ اہل علم کی نگاہ میں یہ تدوینی کام آج بھی بہت حد تک قابل توجہ ہیں۔ کہا کرتے تھے میرے اصل علمی کام تو میرے وہ ہزاروں نوٹ ہیں جو میں نے پچھلے تیس بتیس برس میں عربی، فارسی مخطوطات پر لکھے ہیں۔ اگر یہ نوٹ مدون ہو کر شائع ہو جائیں تو علم و تحقیق کی متعدد نئی راہیں کھلیں گی۔[۵]

خلیل الرحمٰن داؤدی نے یہ تعارفی نوٹ کن کتب خانوں کے مخطوطات پر لکھے ؟ ایک اہم سوال ہے۔ انھوں نے یہ ہزاروں نوٹ اپنے ہی کتب خانے کے مخطوطات پر لکھے جو ان کے پاس محفوظ رہے۔ ان کا طریق کار یہ تھا جب مخطوطہ کسی ادارے کے حوالے کرنا چاہتے تو اس پر ایک تعارفی نوٹ لکھ لیتے تھے۔ جس میں کتاب کا نام، مصنف کے مختصر حالات، کتاب کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہونے کی نشان دہی اور اس کتاب کے دیگر نسخوں کی تفصیل، مآخذ کا نام تحریر فرماتے تھے۔ ان کے پاس کام کے لیے حوالے کی بنیادی معلومات موجود ہوتی تھیں۔ وہ بڑی محنت سے نوٹ لکھتے تھے۔ نوٹ کی نقل ایک مخطوطے کے ساتھ دیتے تھے اور ایک اپنے پاس محفوظ کر لیتے تھے۔ ان نوٹس میں کثیر التعداد ایسے تھے جن پر یہ وضاحت موجود تھی کہ یہ مخطوطات کس کتب خانے کے حوالے کیے گئے۔ لیکن ایک خاص تعداد پر یہ درج نہیں ہے۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی نے داؤدی صاحب کے پاس فارسی مخطوطات کی فہرست تیار کر کے فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان میں شامل کرائی۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی کے بہ قول بھلے وہ مخطوطات جن کی تفصیلات فہرست میں آچکی ہیں، داؤدی صاحب کے پاس موجود نہیں ہیں اور مختلف کتب خانوں کو جاچکے ہیں، لیکن ہم سینکڑوں کتب، مصنفین، کاتبوں کے نام سے آگاہ ہوں گے جو تحقیق کے باب میں اہم اضافہ ہے۔ داؤدی صاحب کی فہرست مخطوطات کا پاکستان کی فہارس مخطوطات میں شامل ہونا بلاشبہ اعزاز کی بات ہے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس اس اہم قومی ورثے کی کثیر تعداد موجود تھی۔

۴۔ عارف نوشاہی، "مخطوطات کے لیے خلیل الرحمٰن داؤدی کی خدمات"، مشمولہ یادنامہ داؤدی، ۶۵۔

۵۔ تحسین فراقی، بیاد خلیل الرحمٰن داؤدی، مشمولہ **یادنامہ داؤدی**، ۱۹۲۔

خلیل الرحمٰن داؤدی کے مخطوطات پر ہاتھ سے لکھے نمونے کے چار نوٹس حاضر خدمت ہیں جن کے تناظر میں ان کی فہرست سازی کا جائزہ لیا جائے گا۔ راقم نے ان مخطوطات کی نقول داؤدی صاحب کے بیٹے شقائق النعمان داؤدی سے حاصل کی ہیں۔

مخطوطات پر نوٹس

مخطوطہ نمبر ۱

تقطیع: ۵۔۲۳ × ۳۔۱۵ س۔م سطور: ۱۶ تا ۱۸ صفحات: ۱۶۸

رمل منظوم

علم رمل پر نہایت مفید کتاب ہے۔ مطالب کو چار ادوار اور ان کے تحت ارکان و ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے خطی نسخے بھی بہت کم یاب ہیں پاکستان میں اس کے صرف دو نسخے اور محفوظ ہیں۔

ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں (فہرست مخطوطات فارسیہ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور مرتبہ منظور احسن عباسی صفحہ ۳) اور دوسرا نسخہ کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں (فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، تالیف احمد منزوی ناشر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد جلد ہشتم صفحہ ۱۴۶۲) پنجاب پبلک لائبریری لاہور والا نسخہ کرم خوردہ ہے۔ تیسرا نسخہ موجود مخطوطہ ہے، چوتھا نسخہ کتاب خانہ میں موجود نہیں ہے۔

کامل نسخہ عمدہ حالت میں محفوظ ہے۔

کاتب : شیر محمد

تاریخ اتمام کتابت : ۱۵؍ رمضان المبارک۔ سنہ کتابت ندارد

غیر مطبوعہ نادر الوجود مخطوطہ ہے۔

مخطوطہ نمبر ۲

تقطیع: ۷۔۲۸ × ۹۔۱۹ س۔م، سطور ۲۵ (چہار مصرعی)

صفحات ۵۴۸ علاوہ زائد اوراق

مثنوی مولوی معنوی (کامل)

تصنیف: مولانا جلال الدین محمد البلخی الرومی (المتوفی سنہ ۶۷۲ھ) ولد سلطان العلما بہاؤ الدین محمد

موجود مخطوطے پر نہایت مبسوط اہم اور گراں قدر حواشی و تعلیقات موجود ہیں جو کسی اور مخطوطے پر نہیں ہیں۔ یہ حواشی و تعلیقات آج تک غیر مطبوعہ ہیں۔ ان حواشی و تعلیقات کی وجہ سے نسخہ ہذا بہت قیمتی ہو گیا ہے۔

کاتب : ابراہیم بن درویش الحنای فی قریہ غویدین نزد نسف

سنہ کتابت : ۸۲۹ھ بہ تفصیل ذیل:

تاریخ اتمام کتابت	دفتر اول	۸۲۹ھ	بہ خط ابراہیم بن درویش
= = =	دفتر دوم	ندارد	ندارد
= = =	دفتر سوم	۲۹ رجب ۸۲۹ھ	بہ خط ابراہیم بن درویش
= = =	دفتر چہارم	۱۵ شعبان ۸۲۹ھ	بہ خط ابراہیم بن درویش
= = =	دفتر پنجم	رمضان ۸۲۹ھ	بہ خط ابراہیم بن درویش
= = =	دفتر ششم	ندارد	آخری ایک ورق بہ خط

میر محمد بن ملا محمود۔ یہ ورق الحاقی ہے بعد میں شامل کیا گیا ہے۔ پہلے پانچ دفاتر کا ہم قلم ہے۔

حواشی و تعلیقات، صحت متن اور قدامت کتابت ۸۲۹ھ کے اعتبار سے گراں قدر مخطوطہ ہے۔

مخطوطہ نمبر ۳

غایۃُ الحواشی

تصنیف : ابو المعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری اللاہوری (المتوفی ۱۱۴۱ھ)

مصنف اعلام ۱۰۵۲ھ میں قصور میں پیدا ہوئے اور وہی انھوں نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ والد کا نام مولوی پیر محمد تھا جو لاہور سے قصور آکر آباد ہو گئے تھے۔ شاہ عنایت نے پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور بارہ سال کی عمر میں جملہ علومِ درسیہ کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس کے بعد روحانی فیوض کے اکتساب کے لیے لاہور آئے اور حضرت شاہ محمد رضا شطاری لاہوری کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ تکمیل سلوک کے بعد مرشد کی ایما پر قصور گئے، جہاں پنجابی زبان کے دو مشہور شاعر بلھے شاہ اور وارث شاہ (مصنفِ ہیر) کے مرید ہوئے۔ قصور میں شاہ عنایت کی حد درجہ مقبولیت سے حاکم قصور حسین خان افغان کو تشویش ہوئی۔ اس نے مختلف حیلوں سے شاہ عنایت کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ مجبور ہو کر شاہ عنایت لاہور آ گئے اور مدرسہ و خانقاہ کی خدمت

میں لگ گئے۔ علوم شرعیہ کے درس کے ساتھ **مثنوی مولانا روم** اور **فُصُوص الحِکَم** کا درس بھی دیتے تھے۔ ان کا انتقال ۱۱۴۱ھ میں لاہور میں ہوا۔ ہر سال ان کا عرس منایا جاتا ہے۔ شاہ عنایت بہت بڑے جید عالم تھے۔ غایۃ الحواشی کے علاوہ ان کی تصانیف میں **ملتقط الحقائق شرح کنز الدقائق**،**تنقیح المرام**(تالیف ۱۱۱۰ھ)، اور مسائل شرعیہ پر ان کے چھوٹے چھوٹے یادگار رسائل بھی ہیں۔

غایۃُ الحواشی، حنفی فقہ کی مشہور کتاب **شرح الوقایة** پر حاشیہ ہے۔ مصنف نے دیباچے میں واضح کیا ہے کہ اس نے علوم رسمیہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر مسلسل تین سال تک سلوک اور تزکیہ نفس میں گزارے، لیکن اطمینان قلب نصیب نہ ہوا تو ایک بزرگ سید الیاس نے انھیں تدریس کا مشورہ دیا، چناں چہ وہ تدریس میں مصروف ہو گیا اور اسی دوران میں موجودہ کتاب بھی تالیف ہوتی رہی۔ شاہ عنایت نے اس تالیف کے دوران میں فقہی مسائل کی توضیح و تدقیق کے علاوہ لغت اور عربیت کے پہلو سے بھی نہایت عالمانہ انداز کے ساتھ الفاظ متن کی تشریح کی ہے۔ غایۃُ الحواشی کی تالیف کا آغاز ۱۱۳۲ھ میں اور اختتام ۱۱۳۴ھ میں ہوا یعنی مدتِ تالیف دو سال ہے۔ یہ کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی۔ اس کے قلمی نسخے حد درجہ کم یاب ہیں۔ پنجاب یونی ورسٹی لائبریری میں اس کتاب کا ایک مکمل نسخہ موجود ہے جس کے متعلق قاضی عبد النبی کوکب فہرست نگارِ مخطوطات پنجاب یونی ورسٹی کا خیال ہے کہ وہ بہ خطِ مصنف ہے۔ قاضی عبد النبی کوکب فہرست مخطوطاتِ عربیہ (المفصل) میں رقم طراز ہیں :

"یہ کتاب پاک و ہند کے فقہی لٹریچر میں وقیع مقام کی حامل ہے جو ابھی تک طبع نہیں ہوئی"

حوالے کے لیے: **نزهة الخواطر** مصنفہ سید عبد الحی حسنی ۱۹۵:۶، **خزينة الاصفياء** مصنفہ غلام سرور لاہوری ۱۸۵ تا ۱۸۶ **تذکرہ علمائے ہند** مصنفہ مولوی رحمن صفحہ ۳۵۷، **حدائق الحنفية** تالیف فقیر محمد جہلمی صفحہ ۴۳۹۔

Unpublished and extremely manuscript copy.

تقطیع : ۷-۳۳×۴-۲۰ س-م

سطور : ۳۰

صفحات : ۱۸۸

موجودہ مخطوطہ اس نادر الوجود غیر مطبوعہ تصنیف کا نصف اول ہے۔

خلیل الرحمٰن داؤدی کے مخطوطات پر نوٹس کا جائز لیا جائے تو وہ کسی بھی مخطوطے کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں۔ بعض میں تمام پہلو اور بعض میں کم نکات بیان ہوئے ہیں:

۱۔ تقطیعِ سطور، اوراق اور ابواب
۲۔ کتاب کا نام، مختصر تعارف، سن تالیف
۳۔ مصنف کا نام مع تعارف و دیگر تصانیف
۴۔ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ
۵۔ موجودہ نسخے کے علاوہ دیگر کن کتب خانوں میں موجود ہیں
۶۔ کیفیت
۷۔ کتابت
۸۔ سنِ کتابت
۹۔ روشنائی
۱۰۔ حواشی و تعلیقات
۱۱۔ اگر ترجمہ شدہ ہے تو عربی و فارسی متون اور ان کے مصنفین

لیکن برصغیر پاک و ہند میں تمام کتاب خانوں کی فہارسِ مخطوطات میں مرکزی اندراج نہ صرف داؤدی صاحب کے اندراج سے مختلف ہیں، بلکہ ہر ایک کے دوسرے سے مختلف ہیں۔ چند اہم اردو، فارسی اور انگریزی فہارسِ مخطوطات میں اندراج کچھ اس طرح رقم ہیں:

جائزہ مخطوطات اردو مرتب مشفق خواجہ

۱۔ کتب خانہ
۲۔ نمبر
۳۔ اوراق
۴۔ سطور
۵۔ سال تصنیف
۶۔ کاتب
۷۔ زمانۂ کتابت

۸- خط

۹- کیفیت (حالت، کاغذ، تعارف مصنف وتصنیف وغیرہ)

۱۰- آغاز

۱۱- اختتام

۱۲- ترقیمہ

۱۳- مندرجات

۱۴- خصوصیات(۶)

مخطوطات انجمن ترقی اردو مرتب افسر صدیقی امروہوی

۱- صفحات

۲- ناپ

۳- مصنف

۴- سال تصنیف

۵- مشمولات

۶- کاتب

۷- سال کتابت

۸- خط

۹- آغاز

۱۰- اختتام

۱۱- کیفیت(۷)

فہرست مخطوطاتِ شفیع مرتب ڈاکٹر بشیر حسین

۱- کیفیت (خط، سنہ کتابت، اوراق، تقطیع، سطور فی صفحہ)

۶- مشفق خواجہ، **جائزہ مخطوطات اردو** (لاہور: قومی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء)۔

۷- افسر صدیقی امروہوی، **مخطوطات انجمن ترقی اردو** (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء)۔

۲۔ مواد (تفصیل مخطوطہ و مصنف)

۳۔ رش (مخطوطات کا دیگر فہارس میں ذکر)

۴۔ آغاز

۵۔ انجام[۸]

فہرست مشترک نسخہ ہائی خطی کتاب خانہ گنج بخش مرتب احمد منزوی

۱۔ نام تصنیف

۲۔ نام مصنف مع مختصر تعارف

۳۔ آغاز

۴۔ کیفیت (خط، زمانۂ تصنیف، آغاز و انجام یا ناقص، روشنائی)[۹]

مخطوطات عربیہ مرتب منظور احسن عباسی

۱۔ عنوان

۲۔ کیفیت (تقطیع، سطور، خط، روشنائی، زمانۂ کتابت)

۳۔ تعارف مصنف

۴۔ آغاز

۵۔ کاتب

۶۔ ترقیمہ[۱۰]

CATALOGUE OF ARABIC AND PERSIAN MANUSCRIPTS IN SALAR JANG

1. AUTHOR
2. CONTENTS
3. BEGNING
4. ENDING
5. DESCRIPTION

۸۔ محمد بشیر حسین، **فہرستِ مخطوطاتِ محمد شفیع** (لاہور: انتشارات دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۲ء)۔

۹۔ احمد منزوی، **فہرست نسخہ ہائی خطی کتاب خانہ گنج بخش** (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۸ء)۔

۱۰۔ منظور احسن عباسی، **مخطوطات عربیہ پنجاب پبلک لائبریری** (لاہور: دی آئیڈیل پرنٹنگ ورکس، ۱۹۵۷ء)۔

6. REMARKS
7. BIBLIOGRAPHY REFERENE[11]

Descriptive Catalogue of Persian, Urdu and Arabic manuscripts in Punjab University Library

1. DESCRIPTION
2. CONTENTS
3. AUTHOR
4. BEGNING
5. OTHERS [12]

مذکورہ بالا تمام فہارس کے مندرجات سے ظاہر ہے کہ ان میں تھوڑا بہت اختلاف ضرور ہے۔ داؤدی صاحب کی غیر مطبوعہ فہرست بھی ان سے بے حد مختلف ہے۔ اکثر فہارس میں محض بنیادی معلومات ہیں اور آغاز، اختتام، تقطیع، صفحات، خط اور ترقیمہ کے اندراج سے کام چلایا گیا ہے۔ خلیل الرحمن داؤدی نے مندرجات کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

۱۔ تقطیع

خلیل الرحمٰن داؤدی کسی بھی مخطوطے پر تعارفی نوٹ لکھتے ہوئے سب سے پہلے اس کی تقطیع تحریر کرتے ہیں۔ تقریباً تمام نوٹس پر لمبائی، چوڑائی درج کی ہے اور اس کی پیائش کے لیے سینٹی میٹر کی اکائی استعمال کی جس کو مختصراً س۔م سے ظاہر کیا گیا۔ چوں کہ ہر مخطوطے کی لمبائی اور چوڑائی مختلف ہوتی ہے اور چند س۔م سے بڑھ سکتی ہے، اس لیے پیائش کے لیے اعشاریے کا استعمال بھی کیا گیا ہے، جس کے لیے (ء) کی علامت استعمال کرتے ہیں۔ یہ علامت دیگر فہرست سازوں کے ہاں دکھائی نہیں دیتی اور زیادہ تر نے اعشاریہ کی جگہ کچھ بھی لکھ دیا، البتہ انگریزی فہارس میں اعشاریہ کی علامت (۔) موجود ہے۔ مثلاً ''رمل منظوم'' کی تقطیع یوں درج کی ہے:

۵-۲۳×۳-۱۵ س-م

۲۔ سطور

تعارفی نوٹ کی تقطیع والی سطر پر ہی کسی بھی مخطوطے کی فی صفحہ سطریں درج کی ہیں، یہ سطور پورے کے

11– Muhammad Ashraf, *Catalogue of manuscripts in Salar jang collection* (Hydar Abad: Salar jang library ,1957 B.C).

12– S. M Abdullah, *Descriptive Catalogue of Persian, Urdu and Arabic manuscripts in Punjab university library* (Lahore: Published by University of Punjab, 1942).

پورے مخطوطے میں مخصوص تعداد میں ہو سکتی ہیں یا پھر مخطوط کے ہر صفحے پر مختلف ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر سطریں سولہ ہیں تو سطور: ۱۶ لکھا جاتا ہے اور داؤدی صاحب نے بھی اس طرح درج کیا ہے اور اگر صفحات پر ایک جیسی نہ ہوں جیسے کسی صفحے پر سولہ سطریں ہوں اور کسی پر اٹھارہ تو سطریں سولہ تا اٹھارہ درج کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر رمل منظوم کے تعارفی نوٹ پر سطور کی تعداد یوں درج ہے :

سطور: ۱۶ تا ۱۸

۳۔ اوراق

خلیل الرحمٰن داؤدی تعارفی نوٹ کے صفحے کے سطر اول پر تقطیع، سطر اور صفحات تحریر کرتے ہیں، بعض فہرست سازوں نے صفحات اور اوراق دونوں اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ محققین کا خیال ہے اگر صفحہ شماری نہ کی گئی ہو تو اوراق کو ضرور شمار کرنا چاہیے اور درج کرنا چاہیے، تاکہ دیگر نسخوں سے تضادات، اختلاف کو آسانی سے درج کیا جا سکے۔ داؤدی صاحب نے کسی بھی تعارفی نوٹ میں نہیں لکھا کہ صفحات کی تعداد درج نہ تھی، بلکہ بعض مخطوطات پر صفحہ نمبر درج نہیں ہوتا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ داؤدی صاحب کو کئی مخطوطات کی صفحات شماری کرنا پڑی ہے۔

۴۔ کتاب کا نام

تقطیع، سطور اور صفحات کے اندراج کے بعد داؤدی صاحب واضح طور پر دوسری سطر کے درمیان کتاب کا نام درج کرتے ہیں۔ کتاب کا نام درج کرنے کے بعد اگلی ترتیب مختلف نوٹس میں مختلف رکھی ہے، لیکن اکثر میں تالیف / تصنیف کا تعارف اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے موضوع، فصلوں اور دیگر مشتملات کو پیش کیا ہے۔ "رمل منظوم" کا تعارف یوں پیش کرتے ہیں:

> رمل منظوم علم رمل پر نہایت مفید کتاب ہے۔ مطالب کو چار ادوار اور ان کے تحت ارکان وابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے خطی نسخے بھی بہت کم یاب ہیں۔ پاکستان میں اس کے صرف دو نسخے اور محفوظ ہیں۔ ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں (فہرست مخطوطات فارسیہ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور مرتبہ منظور احسن عباسی صفحہ ۳) اور دوسرا نسخہ کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں (فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، تالیف احمد منزوی ناشر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد جلد ہشتم صفحہ ۶۶۴۱) پنجاب پبلک لائبریری لاہور والا نسخہ کرم خوردہ ہے۔ تیسرا نسخہ موجود مخطوطہ ہے چوتھا نسخہ کتاب خانہ میں موجود نہیں ہے۔

۵- سنِ تالیف

داؤدی صاحب نے ہر مخطوطے کے تعارفی نوٹ پر سن تالیف درج نہیں کیا، بلکہ جن کا سنِ تالیف مذکور یا معلوم تھا، وہی درج کیے ہیں سن تالیف ہجری اور اعداد میں درج کیے ہیں۔ مثال کے طور پر سن تالیف: ۱۴۳۹ھ۔

۶- مصنف کا نام

کسی بھی تحریر، عبارت یا متن کے مصنف کے نام کا جاننا انتہائی ضروری ہوتا ہے، لیکن بعض مخطوطات شروع سے ناقص ہوتے ہیں جس سے مصنف کے نام کے بارے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عموماً کتاب کے نام کے بعد مصنف کا نام لکھا جاتا ہے لیکن داؤدی صاحب کے نوٹس میں یہ ترتیب ایک جیسی نہیں ہوتی، بلکہ مختلف ہوتی ہے۔ اگر کوئی کتاب ترجمہ شدہ ہو تو داؤدی صاحب اس کے مصنف اور مترجم کا نام تحریر کرتے ہیں۔

۷- مطبوعہ یا غیر مطبوعہ

کسی متن کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہونے سے اس کی اہمیت میں اچھا خاصا فرق پڑتا ہے۔ داؤدی صاحب نے نوٹ لکھتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ نسخہ مطبوعہ ہے یا غیر مطبوعہ ہے۔ اگر مطبوعہ ہے تو کتنی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوا اور سنِ طباعت کون سا تھا اور غیر مطبوعہ کے لیے ابھی تک غیر مطبوعہ ہے، درج کرتے ہیں۔

۸- موجودہ نسخے کے علاوہ دیگر نسخے کن کتب خانوں میں موجود ہیں؟

موجودہ نسخے کے علاوہ مزید نسخے اگر موجود ہیں تو وہ کن کتب خانوں میں مخزون ہیں؟ یہ بتانے اور لکھنے کے لیے داؤدی صاحب کو بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام کرنا پڑتا تھا؛ کیوں کہ اس کے لیے مخطوطات کی فہارس (شخصی یا کتب خانے کی فہارس) کھنگالنی پڑتی ہے اور کتب کی فہرست دیکھنا پڑتی ہے کہ کہیں یہ مطبوعہ تو نہیں۔ داؤدی صاحب بڑی محنت سے اس اہم کام کو سر انجام دیتے تھے۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی رقم طراز ہیں: ”داؤدی صاحب بتایا کرتے تھے کہ کسی مخطوطے پر محض یہ ایک سطری جملہ لکھنے کے لیے کہ "اس کتاب کا کوئی اور نسخہ دست

یاب نہیں، انھیں ہفتوں، مہینوں، بیسیوں حوالے کی کتب دیکھنا پڑتی تھیں اور جب تک وہ مطمئن نہ ہوتے تھے نہ اپنا نوٹ لکھتے تھے نہ نسخہ فروخت کے لیے پیش کرتے تھے۔"(۱۳)

۹- کیفیت

کسی مخطوطے کے جملہ اوصاف کا بیان اس کی کیفیت کہلاتی ہے۔ نسخہ کامل ہے، نادر الوجود ہے، لوح مذہبّ اور مرصع ہے، تقطیع کتنی ہے، روشنائی کا رنگ کون سا ہے؟ حاشیہ اور حوض کی علاحدہ علاحدہ تقطیع کتنی ہے؟ وغیرہ جملہ معروضات کا جواب کیفیت میں آجاتا ہے۔ داؤدی صاحب نے تعارفی نوٹس میں ان تمام نکات کو پیش نظر رکھا ہے جو مذکورہ نوٹ سے واضح ہے۔

۱۰- کاتب

داؤدی صاحب عبقری مخطوطہ شناسوں میں سے تھے۔ وہ کاغذ، روشنائی، کتابت اور کاتب کی جان پرکھ میں مہارت رکھتے تھے۔ بعض جعل ساز صفحوں کو تبدیلی سے دھوکا دہی کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ مخطوطے کو ہاتھ میں لیتے ہی بغیر ترقیمہ دیکھے اس کی کتابت اور کاتب کو دیکھتے ہوئے اس کے زمانۂ تالیف کا بتا دیتے تھے اور اگر ایک سے زیادہ کاتب کتابت کرتے تو ان کی بھی نشان دہی کی جاتی۔

کاتب	:	ابراہیم بن درویش
سن کتابت:		۹۲۸ بہ تفصیل ذیل
دفتر اول	رجب ۹۲۸ ھ	بہ خط ابراہیم بن درویش
دفتر دوم	ندارد	ندارد

اس کی دو جلدوں کے کاتب مختلف ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تصنیف کی ایک سے زیادہ جلدوں کے لکھنے میں ایک سے زیادہ کاتب مہارت دکھاتے تھے۔

۱۱- سن کتابت

مخطوطے کی اہمیت میں سنِ کتابت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ سنِ کتابت سے نسخے کے زمانے کا پتا چلتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کے دور میں لکھا گیا۔ اس سے مخطوطے کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے، کیوں کہ وہی نسخہ معتبر قرار پاتا

۱۳- عارف نوشاہی، "مخطوطات کے لیے خلیل الرحمٰن داؤدی کی خدمات"، مشمولہ **یادنامہ داؤدی**، ۶۵۔

ہے جو مصنف نے خود لکھا ہو یا اس کی نگرانی میں کاتب نے لکھا ہو۔ لہذا اسِ کتابت جہاں جعلی اور اصلی نسخے کی پہچان کا ذریعہ ہے، وہیں اس زمانے کے خط تحریر کا ترجمان بھی ہے۔

۱۲– روشنائی اور خط

اکثر مخطوطات کو کاتب مختلف رنگوں کی روشنائی سے کتابت کرتے تھے۔ حاشیے کی روشنائی، حوض کے متن کی روشنائی عموماً مختلف استعمال کی جاتی تھی تاکہ دونوں متون میں فرق کیا جاسکے۔ بعض مخطوطات کی ابتدا، درمیان اور آخر کی روشنائی میں فرق ہوتا ہے۔ داؤدی صاحب نے روشنائی کا رنگ قریباً ہر نوٹ میں بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر **لطائف الطوایف** کے مخطوطے کی روشنائی کے بارے میں لکھتے ہیں:"شنگر فی ،لاجوردی و زعفرانی جداول کے درمیان نہات اہتمام سے خوش خط کتابت عمل میں آئی ہے۔"

خط کے ضمن میں داؤدی صاحب خوش خط، حسن خط، خوش خط المتن کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔

۱۳– جلد

کسی مخطوطے کی جلد سے اس کے زمانے اور علاقے کا تعین ہوتا ہے داؤدی صاحب کی فہرست مخطوطات میں جلد کی تفصیل نہ ہونے کے برابر ہے، جو بلاشبہ مخطوطے کی قدر و قیمت اور علاقے جاننے میں دشواری کا سبب ہے۔

۱۴–حواشی وتعلیقات

حواشی و تعلیقات مخطوطے کی درجہ بندی اور اس کی قدروقیمت جاننے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر کسی تصنیف پر مصنف کے ہاتھ کے حواشی لکھے ہوئے ہوں تو اس کی قدر دگنی ہو جاتی ہے اور درجہ بندی میں اولیت دی جاتی ہے۔ داؤدی صاحب نے بھی ایسے مخطوطات کی نشان دہی کی ہے،جو حواشی و تعلیقات سے مزین تھے۔ **مثنوی مولوی معنوی (کامل)** کے بارے لکھتے ہیں:

> موجود مخطوطے پر نہایت مبسوط اہم اور گراں قدر حواشی و تعلیقات موجود ہیں جو کسی اور مخطوطے پر نہیں ہیں۔ یہ حواشی و تعلیقات آج تک غیر مطبوعہ ہیں۔ ان حواشی و تعلیقات کی وجہ سے نسخہ ہذا بہت قیمتی ہو گیا ہے۔

۱۵– مراجع و مصادر

خلیل الرحمٰن داؤدی نے مخطوطات کی فہرست رقم کرتے ہوئے مراجع و مصادر کا خاص خیال رکھا ہے۔

وہ کسی نسخے کی اہمیت اور دیگر نسخوں کی کتب خانوں میں موجودگی کے لیے فہارس اور تاریخی مآخذ کے حوالے درج کرتے ہیں تاکہ فہرست مستند اور معتبر حوالہ ٹھہرے۔

۱۶۔ مخطوطہ نمبر

شخصی یا کتب خانے کے مخطوطات کو کوئی نہ کوئی نمبر الاٹ کیا جاتا ہے تاکہ مراجعت اور فہرست سازی میں آسانی رہے۔ داؤدی صاحب نے فہرست سازی میں مخطوطہ نمبر درج کیا ہے اور یہ نمبر تعارفی نوٹ کی پہلی سطر کے بالکل دائیں طرف درج کیا۔

خلیل الرحمٰن داؤدی کی فہرست سازی اہمیت کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بڑے اور معتبر مخطوطہ شناس ان کی فہرست سازی کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور کچھ نیا جاننے کے لیے ان کے تعارفی نوٹس کو اہم مآخذ تصور کرتے تھے۔ داؤدی صاحب نے مخطوطات کے تین شعبوں میں خدمات سر انجام دیں۔ بالخصوص تحفیظ، تحقیق اور فہرست سازی نمایاں ہیں۔ تحفیظ مخطوطات کے سلسلے میں انھوں نے قیمتی ورثے کو آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنے کے ساتھ اہم مآخذات کی آگاہی، کا فریضہ بھی انجام دیا۔ تحقیق مخطوطات میں بھی انھوں نے کارہائے نمایاں سر انجام دیے۔ سولہ شعری اور نثری پاروں کو ترتیب دے کر تدوین متن اردو کے باب میں اہم اضافہ کیا۔ فہرست سازی ان کا سب سے اہم اور وقیع کارنامہ ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ داؤدی صاحب مخطوطہ شناسی کا وہ معتبر حوالہ ہیں، جو ہر عہد میں مسلمہ حقیقت شمار ہوں گے۔

خلاصہ

خلیل الرحمن داؤدی کی مخطوطات پر یادداشت نویسی

خلیل الرحمن داؤدی ایک عبقری مخطوطہ شناس تھے۔ مشاہیر علم و ادب، ان کی مخطوطہ شناسی کے قائل رہے ہیں۔ افسوس کہ اب تک ان کی فہرست سازیِ مخطوطات جیسا وقیع کام غیر مطبوعہ ہے۔ یہ مقالہ جہاں فہرست سازی کے بنیادی اصولوں کی عملی صورت کا مظہر ہے، وہیں داؤدی صاحب کے مخطوطات پر نوٹ کے طریقۂ کار کو سمجھنے میں معاون ہو گا۔ یہ مقالہ داؤدی صاحب کی فہرست سازی کا دیگر فہرست سازوں کی فہرست سازی کے تناظر میں تحقیقی جائزہ ہے۔ اس سے قبل فہرست سازی کے ضمن میں بہت کم لکھا گیا۔ بلا شبہ یہ مقالہ مخطوطہ شناسی کے باب میں اہم اضافہ ہے۔

خلیل الرحمن داؤدی کے مخطوطات پر نوٹ کے عکس، ان میں سے ایک نوٹ **یادنامۂ داؤدی** میں بھی چھپ چکا ہے۔

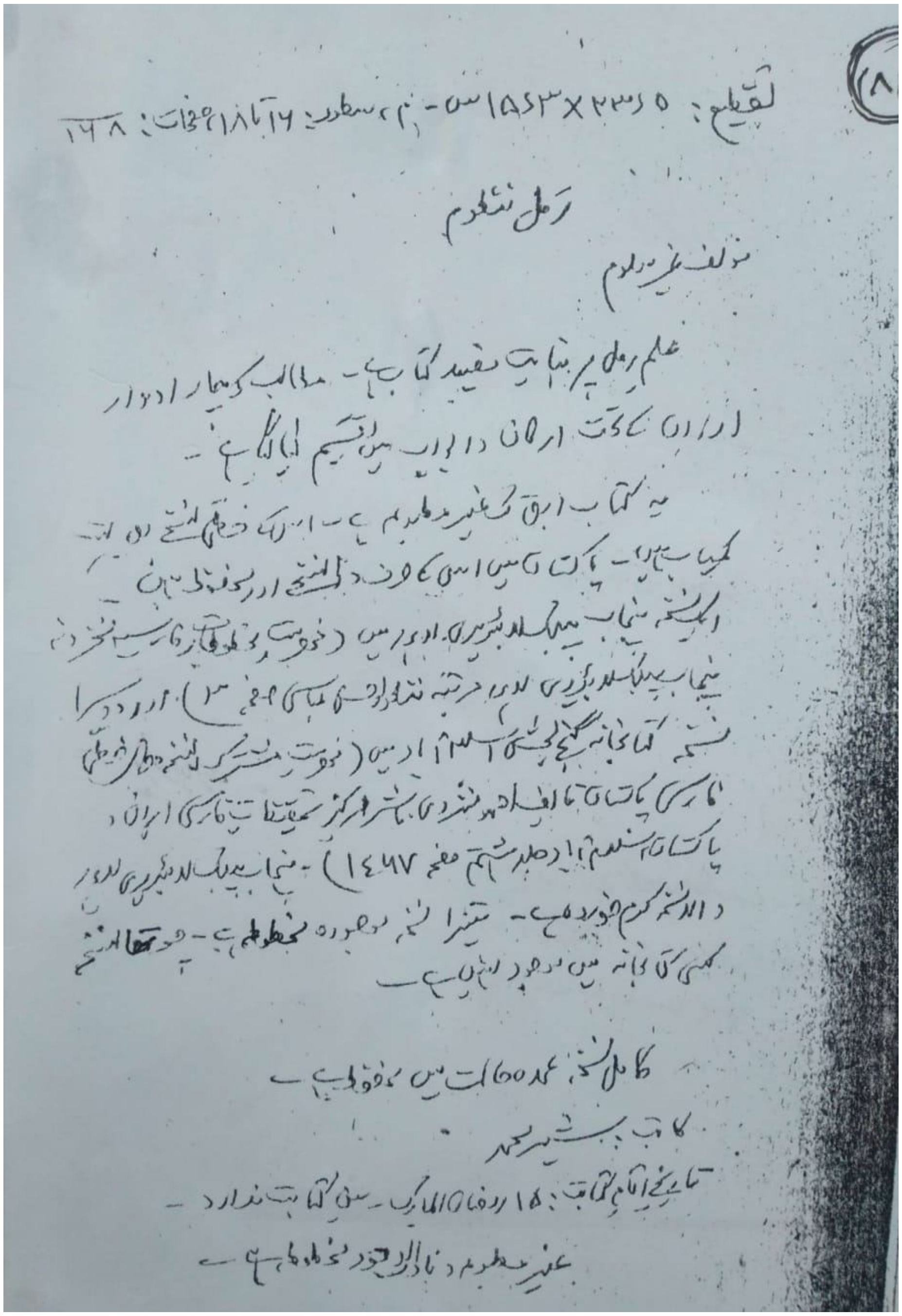
(۸)
تقطیع: ۵ء۲۳×۵ء۱۳ سم ۔ سطور: ۱۶ تا ۱۸، صفحات: ۱۴۸

رمل نامعلوم

مؤلف: نامعلوم

علم رمل پر نہایت مفید کتاب ہے۔ مطالب کو چہار ادوار اور ان کے تحت ارکان دا ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے خطی نسخے [illegible] کمیاب ہیں۔ پاکستان میں اس کے صرف [illegible] نسخے اور [illegible] ہیں۔ ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں (فہرست [illegible] پنجاب پبلک لائبریری لاہور مرتبہ [illegible] صفحہ ۳) اور دوسرا نسخہ کتابخانہ گنج بخش [illegible] میں (فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان [illegible] مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان [illegible] جلد ششم صفحہ ۱۴۹۷) ۔ پنجاب پبلک لائبریری لاہور والا نسخہ کرم خوردہ ہے۔ تیسرا نسخہ موجودہ مخطوطہ ہے۔ [illegible] کسی کتابخانہ میں موجود نہیں ہے۔

کامل نسخہ، عمدہ حالت میں محفوظ ہے۔

کاتب: بشیر محمد

تاریخ اتمام کتابت: ۱۵ رمضان المبارک ۔ سن کتابت ندارد ۔

غیر مطبوعہ و نادر الوجود مخطوطہ ہے۔

(۸۶)

تقطیع: ۲۸.۷ × ۱۹.۹ س-م - سطور ۲۵ (چہار عمودی) صفحات ۵۲۸ علاوہ زائد اوراق

مثنوی مولوی معنوی (کامل)

تصنیف مولانا جلال الدین محمد البلخی الرومی المتوفی ۶۷۲ھ ولد سلطان العلماء بہاء الدین محمد ولد

موجودہ مخطوطے پر نہایت مبسوط، اہم اور گراں قدر حواشی و تعلیقات موجود ہیں جو کسی اور مخطوطے پر نہیں ہیں۔ یہ حواشی و تعلیقات آج تک غیر مطبوعہ ہیں۔ ان حواشی و تعلیقات کی وجہ سے نسخہ ہذا بہت قیمتی ہو گیا ہے۔

کاتب: ابراہیم بن درویش الحاجی فی قریہ غودیدین نزد نسف

سن کتابت: ۸۲۹ھ - بتفصیل ذیل:

تاریخ اتمام کتابت دفتر اول	غرہ رجب ۸۲۹ھ	بخط ابراہیم بن درویش
" " دفتر دوم	ندارد	ندارد
" " دفتر سوم	۲۹ رجب ۸۲۹ھ	بخط ابراہیم بن درویش
" " دفتر چہارم	۱۵ شعبان ۸۲۹ھ	بخط ابراہیم بن درویش
" " دفتر پنجم	رمضان ۸۲۹ھ	بخط ابراہیم بن درویش
" " دفتر ششم	ندارد	بخط ابراہیم بن درویش - آخری ایک ورق بخط میر محمد بن ملا محمود - یہ ورق الحاقی ہے۔ البتہ یہ صاف لگتا ہے پہلے ۵ دفاتر کا تتمہ ہے۔ اسی لیے اس کی کتابت کا سال بھی ۸۲۹ھ ہی ہے۔

عنوانات، حواشی و تعلیقات، صحت متن اور قدامت کتابت (۸۲۹ھ) کے اعتبار سے گراں قدر مخطوطہ ہے۔

قیمت 18,000 ڈالر

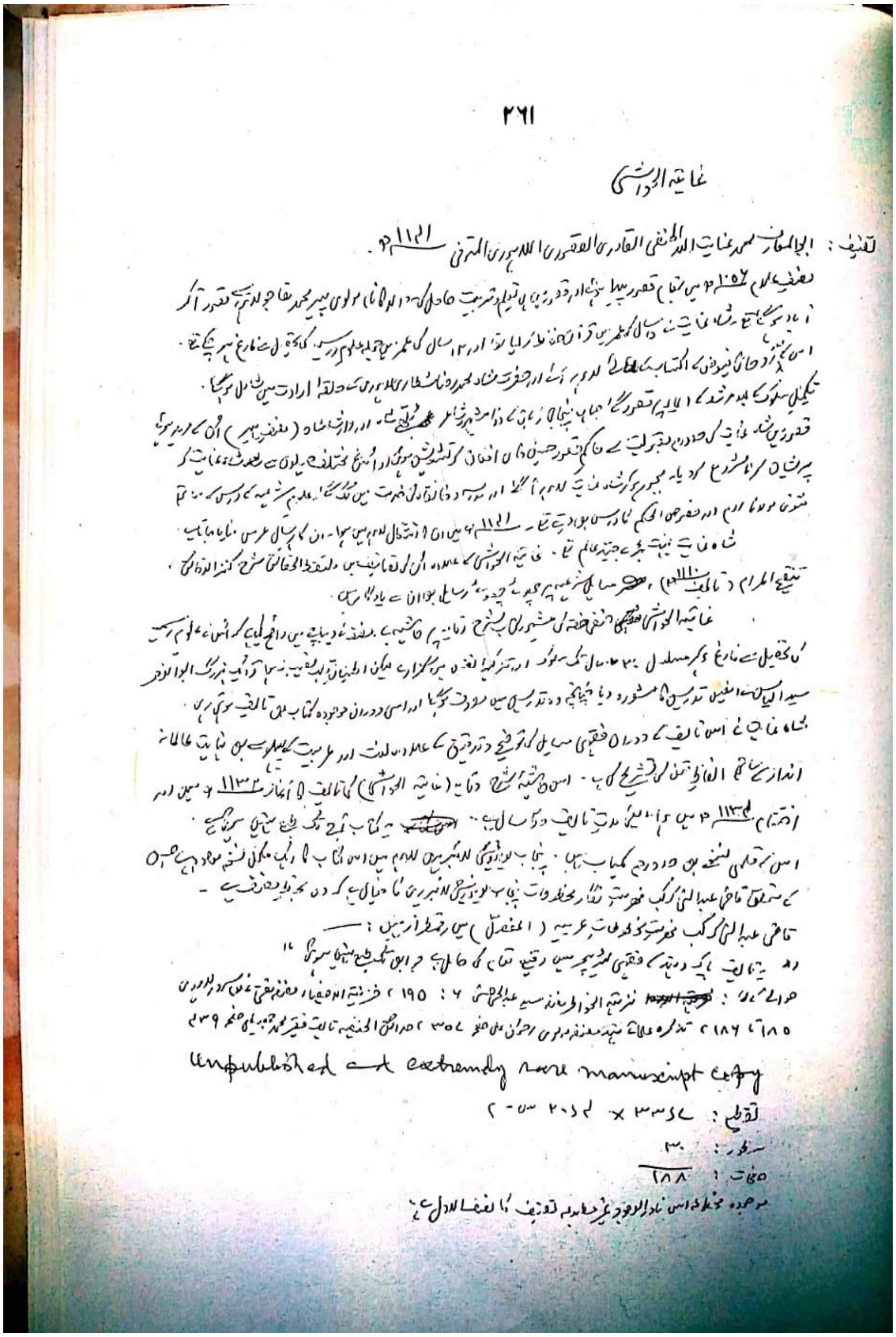
۲۶۱
غاية الحواشی
تصنیف: ابوالمعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری اللاہوری المتوفی ۱۱۴۱ھ۔
مصنف علام ۱۰۵۶ھ میں قصور میں پیدا ہوئے اور قصور ہی میں تعلیم و تربیت حاصل کی [illegible]
[illegible]
تکمیل سلوک کے بعد مرشد کے ایما پر قصور گئے [illegible] حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔
[illegible]
شاہ عنایت بہت بڑے جید عالم تھے۔ غایۃ الحواشی کے علاوہ ان کی تصانیف میں [illegible]
تنقیح المرام (تالیف ۱۱۱۰ھ) [illegible]
غایۃ الحواشی فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ پر حاشیہ ہے [illegible]
[illegible]
اس کا قلمی نسخہ بھی نادر و کمیاب ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں اس کتاب کا ایک مکمل نسخہ موجود ہے [illegible]
قاضی عبدالنبی کوکب فہرست مخطوطات عربیہ (المفصل) میں رقمطراز ہیں: —
"یہ تالیف ایک وقیع فقہی ذخیرہ ہے [illegible]"
حوالے: نزہۃ الخواطر [illegible] ۶: ۱۹۵، [illegible] ۱۸۵ تا ۱۸۶، تذکرہ علمائے [illegible] صفحہ ۳۵۷، حدائق الحنفیہ [illegible] صفحہ ۴۳۹
Unpublished and extremely rare manuscript copy
تقطیع: ۳۳ سم × ۲۰ سم
سطور: ۳۰
صفحات: ۱۸۸
موجودہ مخطوطہ اس نادر الوجود غیر مطبوعہ تصنیف کا [illegible]

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

List of Sources in Roman Script

- Adam Gacek, Hdo. *Arabic Manuscripts a vademecume for readers*, Volume 98, Brill Boston.2009.
- Ahmad Munzavi. *Fehrist e Nuskha ha, ay Khatti kitab Khana e Gunj Bakhsh*, Islamabad: Markaz e Tehqeeqat farsi Iran O Pakistan, 1978
- Afsar Sadiqi Amrohvi. *Makhtotat Anjuman e Traqi e Urdu.* Karachi: Anjuman e Traqi e Urdu, 1976.
- Bahir Hussain, Muhammad. *Fehrist e Makhtotat e Muhammad Shafi*. Lahore: University of Punjab, 1972.
- Firaqi, Tahseen and Jaffar Baloch. *Yadnama e Daudi*. Lahore: Idara Tazkeer o Tanees, 2003.
- Janab e Khalil Ur Rehman Daudi (interview). Lahore: Monthly Souraj, Jan 2001.
- Muhammad Ashraf. *Catalogue of manuscripts in Salar jang collection*. Hyderabad: Salar jang library, 1957.
- Mushfiq Khawaja. *Jayaza Makhtotaat e Urdu*. Lahore: Qoumi Urdu Board, 1979.
- Rabia, Rizvi. *Khalil Ur Rehman Daudi*. Lahore: Universty of Punjab, 1999.